ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

عروہ وحید سلیمانی

پی ایچ۔ڈی اقبالیات اسکالر، شعبۂ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ڈاکٹر سید شیراز علی زیدی

نگران اُمور شعبۂ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ابن مسکویہ کا نظریہ ارتقاء اور اقبال

Urwa Waheed Sulemani
Doctoral Candidate, Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.Pakistan
Dr. Syed Shiraz Ali Zaidi
Incharge, Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad. Pakistan

***Corresponding Author:** sulemani@gmail.com

Ibn Miskawiyah's Theory of Evolution and Iqbal

Ibn Miskawiyah presented theories on the history, psychology, ethics, evolution, metaphysics, mind, education. Iqbal gives special importance to Ibn Miskawiyah in his book “Reconstruction of Religious Thought in Islam”. Iqbal consider him among the Neo-Platonist Aristotelians of Iran. In the Reconstruction of Religious Thought in Islam, Iqbal also has admirable views for Ibn Miskawiyah. And he calls him a great Muslim philosopher. Paying particular attention to Ibn Miskawiyah's metaphysics and theory of evolution, he says that Ibn Miskawiyah was the first Muslim thinker to present a clear and in many respects completely modern theory of the origin of man. Iqbal gave special importance to the theory of evolution of Ibn Miskawiyah. Iqbal likes the concept of movement of Ibn Miskawiyah and admires it. Because according to Iqbal, the evolutionary concept of the universe is the complete representation of Muslim thought and philosophy. Ibn Miskawiyah's concept of

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

evolution has a spiritual dimension. According to him, the cause of evolution is the dynamic of evolution within the objects. This evolution is related to the soul. In Iqbal's theory of evolution, Iqbal seems convinced of the evolution of Khudi. And it is only through evolution of khudi that man can declare himself entitled to the caliphate of God on this earth. Ibn Miskawiyah's theory of evolution became a means of bringing Muslim thought and philosophy to heights through which Muslim philosophy was able to establish its own high position apart from Greek influences. According to Iqbal, the main difference between the ideas of the Muslims and the Greeks is a dynamic concept of the universe, the philosophy of the Greeks is generally of a still and static universe, while on the contrary, the Muslim thinkers presented a clear and detailed concept of the evolution of life. And this evolution is actually Iqbal's vision. The basis of Ibn Miskwiyah's concept of God is upon the beliefs of Islam. Although in some places he follows Greek ideas. However, ultimately his theories are according to Islamic beliefs. And Iqbal is a complete follower of Islamic teachings in his concept of God and does not like to follow Greek ideas in any way.

Key Words: *History, Psychology, Ethics, Evolution, Metaphysics, Education, Theory of Evolution, Origin of Man, Philosophy, Spiritual Dimension.*

ابن مِسْکوَیہ: ابو علی احمد بن محمد بن یعقوب مسکویہ الرّازی (۳۳۰تا۴۲۱ھ / ۹۴۲ءتا۱۰۳۰ء) ایک بلند پایہ ادیب، تاریخ دان، اور فلسفی۔ یاقوت کی ”ارشاد الأریب“ میں اس کا نام مسکویہ ابو علی احمد رقم کیا گیا ہے، تاہم لفظ مسکویہ سے پہلے کسی نے غلطی سے ابن کا اضافہ کر دیا اور ویسے ہی شائع بھی ہو گیا۔[۱] مسکویہ اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا مفہوم ہے کستوری کی خوشبو۔[۲] مسکویہ کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہیں معلوم لیکن بہت زیادہ قرائن و شواہد موجود ہیں کہ مسکویہ طویل العمر تھے اور ۳۲۰ھ اور ۳۲۵ھ کے درمیان رَے میں پیدا ہوئے۔[۳] ابتدائی تعلیم اور عربی علم و ادب کی تحصیل اپنے والدِ محترم سے کی۔ کیمیا اور تاریخ کے علم میں مہارت حاصل کی. کیمیا کے اُستاد امام رازی تھے۔ جب کہ ابن کامل جو کہ محمد بن جریر الطبری کے ساتھی تھے، سے تاریخ طبری پڑھی۔ یونانی علوم اور منطق پر دسترس کے باعث بقراط الثانی کے نام سے مشہور ہوئے۔[۴] کیمیا گری کا ٹھرک تھا اور سونا بنانے کی دھن میں اُس نے اپنا سب کچھ اجاڑ دیا۔[۵] ابن مسکویہ زمانے کے تمام مروجہ علوم و فنون مثلاً طب، منطق، ریاضیات،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

طبعیات، الٰہیات، حساب، کیمیا اور فلسفہ کا علم حاصل کیا بلکہ ان پر اپنی آراء کا اضافہ بھی کیا۔ یاقوت کے مطابق مسکویہ مجوسی سے مسلم ہوئے، لیکن تحقیقات کی روشنی میں صحیح نہیں۔[۶]

وزیر المہلبی کے انتقال کے بعد ابن مسکویہ آل بویہ کے وزیر ابن العمید کی ملازمت میں آگئے اور متواتر سات سال ان کے ساتھ رہے۔ وہ اس کے مشہور کتب خانہ کا نگران تھا چنانچہ اس نے یہ ذمہ داری بڑی محنت سے پوری کی، جب خراسان کے غازی رومیوں سے لڑائی کے لیے رے میں داخل ہوئے اور اسے لوٹا اور نقصان پہنچایا تو مسکویہ نے اس کتب خانہ کی حفاظت بہت احسن طریقے سے کی۔ ابن العمید کی وفات کے بعد اس نے اس کے بیٹے اور آل بویہ کے دیگر ذمہ داروں کے ہاں بلند مقام حاصل کر لیے۔[۷]

بلاشبہ مسکویہ کا شمار ایران کے عظیم ترین فلاسفہ، اطبا، تاریخ دان اور ماہرین اخلاق میں کیا جا سکتا ہے۔ ان موضوعات پر اس کی کئی کتابیں منصہ شہود پر آئیں۔ جن میں سے "الفوز الاصفر"، "تجارت الامر" اور "تھذیب الاخلاق" زیادہ مشہور ہیں اور آج بھی دستیاب ہیں۔ ریاضی، منطق، طب، کیمیا، اخلاقیات، طبعیات اور مابعد الطبیعیات پر نظریات پیش کیے۔ ابن سینا کا ہم عصر تھا اور مختلف موضوعات پر ان سے علمی مباحث بھی کیے۔[۸]

ابن مسکویہ ایک بلند پایہ مصنف تھے۔ انھوں نے اپنے زمانے کے قریب قریب تمام متداول علوم و فنون، فلسفہ، منطق، ریاضیات، طبعیات، طب وغیرہ وغیرہ پر تصانیف لکھیں۔ جن میں مندرجہ ذیل کتب اہمیت کی حامل ہیں:

1- تجارب الامم و تعاقب الهمم
2- كتاب آداب العرب والفرس
3- تهذيب الاخلاق و تطهير الاعراق
4- الفوز الاصغر
5- الفوز الاكبر
6- كتاب الجامع (ياقوت)
7- كتاب السير
8- كتاب الاشربه
9- كتاب الادويه مفرده
10- كتاب السياسيه

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

ابن مسکویہ نے طویل عمر پائی۔ اس کی تاریخ وفات 9 صفر ۴۲۱ھ / 16 فروری 1030ء ہے اس کی موت اصفہان میں ہوئی۔[۹]

ابن مسکویہ حکمت اور فلسفہ کو الگ الگ تصوّر کرتا ہے اس کے نزدیک حکمت انسان کے نفس ناطقہ ممیزہ کی ایک فضیلت ہے جبکہ اس کے مطابق فلسفہ کی دو قسمیں نظری اور عملی ہیں۔ فلسفی وہ ہے جو ان دونوں حصوں کی تکمیل کرتا ہے۔ اثبات باری تعالیٰ کے سلسلے میں ابن مسکویہ کا طرز استدلال تقریباً وہی ہے جو ارسطو کا تھا لیکن وہ ارسطو کے فلسفہ الٰہیات کی مکمل تقلید نہیں کرتا بلکہ جہاں وہ اس نظریے کو اسلام کے خلاف پاتا ہے اس کی فوراً تردید کرتا ہے۔ ابن مسکویہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے وجود پر واضح ترین دلیل حرکت کی دلیل ہے۔ اس کے مطابق کوئی وجود حرکت کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ حرکت کے معنی محض انتقال مکانی کے نہیں بلکہ ہر تغیر جسمانی کا نام حرکت ہے۔ اس کے مطابق اجسام کے اس غیر جسمانی محرک کو جو خود متحرک نہیں ہے اللہ کہتے ہیں۔ خالق حقیقی کی معرفت کے بارے میں ابن مسکویہ نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ اس کا ادراک ایجابی طریقے سے نہیں، سلبی طریقے سے ہو سکتا ہے۔ نفس کی ماہیت پر بحث کرتے ہوئے ابن مسکویہ نے نفس کی قوتوں کو مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے: (۱) نفس بہیمی جو سب سے ادنیٰ ہے (۲) سبعیہ (جو سبع سے منسوب ہے اور یہ سباع کا مفرد ہے)۔ یہ درمیانے درجے کا نفس ہے (۳) نفس ناطقہ، جو سب سے اعلیٰ ہے۔ ان نفوس ثلاثہ کا اتحاد ایک وحدت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ فلسفہ ارتقا کے لحاظ سے ابن مسکویہ کے نظریات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے مطابق زندگی کا ظہور سب سے پہلے نباتات میں ہوا اس کے بعد یہ حیاتی اوصاف ارتقاء کے منازل طے کرتے کرتے، حیوانات سے ہوتے ہوتے انسان تک پہنچ گئے۔ معدنیات کا ابتدائی درجہ طین یا خاک اور انتہائی درجہ نباتات ہے۔ اسی طرح نباتات کا آخری درجہ حیوانات ہے اور حیوانات کا آخری درجہ انسان ہے اور انسان کا آخری درجہ ملائکہ سے اتصال کا ہے۔ جو نبوت کا درجہ ہے۔ ابن مسکویہ کا یہ نظریۂ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اکتسابی ہے۔ فلسفہ اخلاق پر مسلمانوں میں سب سے پہلے تہذیب الاخلاق کے نام سے کتاب لکھی۔ ابن مسکویہ عشق الٰہی اور محبت معلم پر بہت زور دیتا ہے۔ ابن مسکویہ نے نفس کی بیماریوں سے بحث کی ہے، جن میں سے اہم ترین غصہ، نفاق، ریاکاری، بزدلی، غداری، خوف و حزن، مخاصمت، لاف زنی، تکبر ہیں اور ان کا علاج بھی بتایا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک عظیم فلسفی اور دانشور تھا۔[۱۰]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39
ماخذ تحقیقی مجلہ

مسکویہ کو اسلامی افکار کی تاریخ میں امتیازی مقام حاصل ہے، مسلمان فلاسفہ میں وہ اولین تھے جنھوں نے ایک مکمل نظام اخلاق مرتب کیا۔ ان سے پہلے اخلاقی مسائل مذہبی مسائل کے ساتھ ملے ہوئے تھے، یا انکا مطالعہ تصوف کے ایک حصے کے طور پر کیا جاتا تھا۔ بعض اوقات اخلاقی مباحث سیاسی فلسفہ کے مقدمہ کے طور پر بیان ہوتے تھے، یا کہانیوں یا اساطیر کی صورت میں بیان کیے جاتے تھے۔ مسکویہ نے اخلاقیات کو ایک مکمل نظام اور علم کے طور پر پہلی مرتبہ پیش کیا۔ اور اخلاقیات کو اسلامی علوم کا لازمی جزو بنا دیا۔ مسکویہ اس میدان میں پیش رو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور مسکویہ کے افکار کے اثرات بعد کے فلاسفہ کے افکار و نظریات میں واضح طور پر عیاں ہوتے ہیں۔"

مسکویہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھا۔ اس نے بیک وقت تاریخ، نفسیات، اخلاقیات، ارتقا، مابعد الطبیعیات، روح و ذہن، تعلیم کے موضوعات پر نظریات پیش کیے۔ تاریخ عالم، یونانی، فارسی اور عربی کہاوتوں کے علاوہ طب پر بھی ان کے رسائل ملتے ہیں۔ مسکویہ نے فلسفیانہ علوم کی ترتیب میں فارابی اور ابن سینا سے اختلاف کرتے ہوئے ریاضی کو اولین ترجیح دی، منطق، طبیعیات اور مابعد الطبیعیات کو اس کے بعد رکھا۔ "ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقاء" اور "*The Reconstruction of Religious Thought in Islam*" دونوں میں اقبال ابن مسکویہ کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ ابن مسکویہ کے افکار، اقبال کے مقالہ "ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقاء" میں تفصیلی طور پر نظر آتے ہیں۔ اقبال انھیں ایران کے نوافلاطونی ارسطاطالیسیوں میں شامل کرتے ہیں۔

اس بارے میں اقبال کی رائے ہے کہ ابن مسکویہ کا تعلق نوافلاطونی اور ارسطاطلیسین مکتب فکر سے ہے تاہم افکار ارسطو پر جو دسترس ابن سینا کو تھی وہ اسے نہیں ہے۔ تاہم ابن مسکویہ مورخین کی توجہ کا فارابی وغیرہ سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس کے فلسفیانہ نظریات زیادہ منظم ہیں۔

The Reconstruction of Religious Thought in Islam اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو میں بھی اقبال ابن مسکویہ کے لیے تحسین آمیز خیالات رکھتے ہیں۔ اور اسے عظیم مسلمان فلسفی قرار دیتے ہیں۔ اقبال لکھتے ہیں کہ:

> "Ibn Miskawaih (d. 421A.H.), however, was the first Muslim thinker to give a clear and in many respects thoroughly modern theory of the origin of man."[12]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

اگرچہ ابن مسکویہ کی اخلاقیات کو ان کی وجہ شہرت قرار دیا جاتا ہے تاہم اقبال نے ابن مسکویہ کی مابعد الطبیعیات اور نظریۂ ارتقاء کو خاص اہمیت دی۔ ''ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا'' میں ابن مسکویہ کی مابعد الطبیعیات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اور ''اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو'' میں تفصیل سے ابن مسکویہ کے ارتقاء کے نظریہ کو زیر بحث لائے ہیں۔

مسکویہ نے ''الفوز الاصغر'' میں ذات باری تعالیٰ، مادہ، مادے کی حرکت، عدم و وجود نفس، معاد اور نظریۂ رسالت کی تشریح میں نظریۂ ارتقا بہت خوب انداز میں پیش کیا انتہائی منطقی اور علمی استعداد اور ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ ذات خداوندی کے اثبات کے بارے میں اس نے مادہ اور حرکت کے حوالے سے نہایت خوبصورت اور مجرد بحث کی ہے۔

ابن مسکویہ کے نظریۂ ارتقاء کو جاننے سے پہلے ارتقاء کی تعریف سمجھ لینا ضروری ہے۔ سید قاسم محمود ''شاہکار انسائیکلوپیڈیا'' میں ارتقاء کی تعریف اس طرح سے پیش کرتے ہیں:

> ''لفظ ارتقا کا مادہ ''رقی'' ہے جس کا مطلب بتدریج اوپر چڑھنے کے ہیں۔ اس طرح ارتقا کا لفظی مطلب جاری رہنا اور آگے کی طرف بڑھنا کے بنتے ہیں۔'' فلسفیوں اور حکیموں کے نزدیک یہ ساری کائنات ایک مسلسل ارتقا کا نتیجہ ہے۔ جس نے کسی زمانے میں عدم سے وجود لیا اور پھر یہ وجود مختلف شکلیں اختیار کرتا ہوا آج تک پہنچا۔ اس کی آخری کڑی انسان ہے۔''[۱۳]

قدیم زمانے سے انسان زندگی اور کائنات کی ابتدا اور ارتقا کے متعلق نظریات قائم کرتا رہا ہے۔ دنیا اور اس کے مظاہرات کے اسباب کیا ہیں۔ تمام اشیاء ہمیشہ کیوں قائم نہیں رہتیں اور ان کے ختم ہونے کے بعد نئی اشیاء کس طرح وجود میں آتی ہیں۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے دیگر سوالات ہمیشہ سے انسانی سوچ کا محور رہے ہیں۔ ابتدائی یونانی فلاسفہ کے ہاں ایک جامد و غیر متحرک کائنات کا تصوّر ہی نظر آتا ہے۔ تاہم قدیم یونانی تصوّرات ارتقاء جدید مادی تصوّرات سے بعض معاملات میں بہت حد تک ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔

تھیلیز جس کو پہلا فلسفی اور مفکر مانا جاتا ہے، کے مطابق ''تمام اشیاء در حقیقت پانی ہیں ہماری زمین ایک طشتری کے مانند ہے۔ جو کہ پانی پر تیر رہی ہے۔ پانی ہی وہ بنیادی عنصر ہے جو تمام کائنات اور اس میں پائے جانے والے موجودات کی بنیاد ہے۔''[۱۴] **اناکسامینڈر** تھیلیز کے بعد آیونیا کا دوسرا فلسفی اور مفکر تھا، تھیلیز کا ہم وطن اور شاگرد بھی تھا۔ اس کے مطابق تمام کائنات ایک بے رنگ اور بے شکل مادے سے وجود میں آئی ہے۔ اس مادے نے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

پوری کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ مادہ لامحدود ہے اور باقی تمام عناصر جیسے مٹی، آگ، پانی اور ہوا کا بنیادی عنصر بھی یہی ہے۔ وہ اسکو جوہر کا نام دیتا ہے۔ اناکسامینڈر کے مطابق جوہر حقیقی زمان و مکان سے بے نیاز ہے۔ وہ غیر معین ہے، اس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی اس کے انجام کا ہمیں معلوم ہے۔ جوہر ہی تمام عناصر کی اصل ہے اور ان کی باہم ترکیب سے دنیا وجود میں آئی۔[۱۵]

حیاتی ارتقا کے بارے میں کہتا ہے کہ زندگی کی ابتدا گرمی اور نمی سے ہوئی اور حیات بتدریج اپنے ماحول سے مطابقت اختیار کرتے ہوئے ادنیٰ سے اعلیٰ درجے تک پہنچی۔ زمین بتدریج پانی سے خشکی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ گرم مرطوب آب و ہوا میں زندگی کے امکانات پیدا ہوئے۔ پہلے نچلے درجے کی مخلوقات پیدا ہوئیں اور پھر ان سے بتدریج اعلیٰ مخلوقات کا ارتقا ہوا۔ انسان ابتدا میں مچھلی تھا۔ پانی کی کچھ مخلوق سمندروں سے ہجرت کر کے خشکی پر آگئی اور اس نے ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیا۔[۱۶]

اناکسامینڈر نے تھیلیز سے آگے بڑھتے ہوئے اشیا کی پیدائش کے ارتقائی اصول کو بیان کیا۔ غیر متعین مادہ کا فلسفیانہ تصوّر پیش کیا۔ اور اس مادہ سے تکوین کائنات کے مراحل کی بھی تفصیل پیش کی۔ اور یونانی فلسفہ کے ارتقاء کی طرف ایک قدم مزید اٹھایا۔

انکسامینس ملیٹس کے فلاسفہ میں تیسرا اور آخری تھا۔ تھیلیز اور انکسامینڈر کا ہم وطن اور شاگرد تھا۔ اس کے افکار و نظریات اپنے اساتذہ تھیلیز اور انکسامینڈر سے کافی حد تک متاثر نظر آتے ہیں وہ کائنات کی تخلیق کا بنیادی عنصر ہوا کو قرار دیتا ہے۔

اس کے مطابق بھی کائنات کی حقیقت مادی ہے، اور یہ اس کے مطابق ہوا ہے۔ اور تمام اشیا کی اصل ہوا کو ہی قرار دیتا ہے۔ ہوا ہی وہ بنیادی جوہر ہے جس سے تمام اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ ہوا کی ذاتی خصوصیت حرکت ہے اور یہی حرکت حقیقت میں تخلیق و ارتقا کا باعث بنتی ہے۔[۱۷]

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تینوں ابتدائی فلاسفہ معروضی حقائق کو اپنے فلسفہ کی بنیاد قرار دیتے ہیں نہ کہ غیر طبعی اشیا یا افکار کو، اور حیات و کائنات کی ابتدا و ارتقا کا ایک ایسا خاص نظریہ پیش کرتے ہیں جو اس دور کے انسانوں کے لیے بالکل نیا تھا۔

ان کے بعد **لیوسی پس دیموکریطس** نے نظریہ جواہر پیش کیا۔ لیوسی پس دیموکریطس مفکرین میں انتہائی اہم حیثیت کے مالک ہیں لیوسی پس ایلیائی مکتب فکر کا ایک ممبر تھا اور زینو کا مقلد تھا۔ دیمقراطیس ایبڈرا میں پیدا ہوا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39
ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کے نظریہ کے مطابق اگر مادہ کو تقسیم کرتے چلے جائیں تو بالآخر ہم ایسی مادی اکائیوں تک پہنچیں گے کہ جن کی مزید تقسیم ممکن نہ ہو گی۔ یہی ناقابل تقسیم اکائیاں جواہر ہیں، اور یہی مادہ کی اصل ہے۔ مختلف جواہر کے مختلف تناسب اشیاء کے وجود میں آنے کا باعث بنتے ہیں۔ اور ان کے بگڑنے سے وہ اشیاء ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ پوری کائنات جواہر کے اسی ترتیب و اجتماع سے وجود میں آئی ہے۔ اس طرح ارتقا جاری و ساری ہے۔[۱۸]

امپدوکلیس نے کوئی نیا فلسفہ دینے کی بجائے اپنے دور کے مختلف فلسفوں کو اکٹھا کر کے ایک نظام فکر میں سمو دیا اس نے مادہ میں مسلسل تغیر کا تصوّر پیش کیا۔ اس کے مطابق آگ، پانی، مٹی اور ہوا بنیادی عناصر ہیں۔ جب یہ چار بنیادی عناصر کسی خاص تناسب سے ملتے ہیں تو کوئی خاص چیز وجود میں آتی ہے۔ اس نے کہا کہ دنیا میں نفرت اور محبت کے دو متضاد اعمال جاری ہیں۔ محبت کا عمل انھیں آپس میں ملا کر کسی چیز کے وجود کا باعث بنتا ہے اور نفرت کا عمل ان کو دور کر کے ان کے انجام کا باعث بنتا ہے۔ نفرت اور محبت کے یہ اعمال ایک دائمی گردش کی صورت میں کائنات کے اندر غلبہ و استیلا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جب محبت کا غلبہ ہو جائے تو عناصر باہم مل جاتے ہیں اور جب نفرت کا غلبہ ہو جائے تو ایک دوسرے سے دور ہٹتے ہیں۔[۱۹] تاہم ان سب سے زیادہ مکمل اور واضح تصوّر ارسطو نے پیش کیا۔

فلسفہ یونان کے دور عروج کا آخری اہم مفکر **ارسطو** تھا۔ ارسطو کے نظریۂ ارتقا کے مطابق مادہ کسی خارجی صورت کے حصول کے لیے حرکت کرتا ہے۔ ابتدائی طور پر غیر عضوی مادہ اس کے بعد عضوی مادہ۔ اس مقام پر زندگی کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کہ نباتات کی شکل میں ہے۔ اس کے بعد حیوانی زندگی اور اس کے بعد انسان۔ جس میں نباتات اور حیوانات سے ممتاز کرنے کی خصوصیت عقل کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ یوں تمام صورتیں اعلیٰ سے اعلیٰ صورت کے حصول میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ اعلیٰ ترین صورت کائنات سے ماوراہے۔ اور سب صورتوں کا سفر اسی اعلیٰ صورت کی طرف ہی ہے۔ تاہم یہ سفر کبھی ختم نہیں ہو گا کیوں کہ اعلیٰ ترین صورت صورت مادے سے مکمل طور پر مبرا ہے اور خالص ہے۔[۲۰]

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کائنات میں ایک ہی عقل جانب منزل گامزن ہے۔ ارتقا کی ہر منزل پر یہ عقل تکمیل کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھتی ہے۔ انسان کی صورت میں یہ خود آگاہ ہوتے ہوئے خدا کی صورت میں میں ایک منزل پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی ارسطو کا نظریۂ ارتقاء میں ایک متعین مقصود پہلے سے موجود ہے۔ اور یہ طریقہ کار جبریت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کو غایتی طریقہ کار کہا جاتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39
ماخذ تحقیقی مجلہ

اقبال اس غایتی دلیل کو درست نہیں مانتے۔"تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"میں لکھتے ہیں:

"اسی طرح دلیل غائی کا معاملہ ہے جس میں معلول کی علت کا مطالعہ اس اعتبار سے کیا جاتا ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے اس کی نوعیت کیا ہے۔ لہٰذا جب عالم فطرت کے مشاہدے سے کچھ یوں نظر آتا ہے کہ اس کے اعمال و افعال میں پیش بینی، غرض و غایت اور تطابق و توافق کے آثار پائے جاتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں ان سے ایک ایسی شاعر بالذات ہستی کا ثبوت مل جاتا ہے جس کے علم و قدرت کی کوئی انتہا نہیں۔ حالانکہ اس دلیل سے کوئی نتیجہ مترتب ہوتا ہے تو یہ کہ کائنات ایک قدیم، بے حس اور متزاحم ہیولی ہے جس کے عناصر میں بجائے خود تنظیم و ترتیب نہیں پائی جاتی لیکن یاد رکھنا چاہیے اس طرح صرف ایک صانع کا کا تصوّر قائم ہوتا ہے نہ کہ خالق کا۔"[۲۱]

مسلم فلسفہ میں ابن مسکویہ پہلا فلسفی تھا جس نے ارتقاء کے حوالے سے ایک جامع اور واضح تصوّر پیش کیا۔ اقبال اپنے خطبات میں جابجا ابن مسکویہ کے اس پہلو کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں، اگر ابن مسکویہ کو ڈارون کا پیش رو کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔ اس نے اپنے نظریۂ ارتقا کے ذریعے نبوت و رسالت کو بھی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کے نظریۂ ارتقاء کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

موجودات عالم میں غور کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ زندگی کا ظہور سب سے پہلے نباتات میں ہوا۔ اس میں زندگی کی دو علامتیں اپنی نمود رکھتی ہیں: حرکت یا قوت نمو اور حاجت تغذیہ۔ نباتات (Botany) میں بھی سلسلہ ارتقاء کا سراغ ملتا ہے، جس کی آخری کڑی نخل یا کھجور کا درخت ہے۔ نخل دیگر نباتاتی مخلوقات سے افضل و ممتاز ہے، اس لیے کہ اس میں بعض حیاتیاتی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس میں نر اور مادہ کے الگ الگ درخت ہوتے ہیں اور وہ عمل تولید کے ذریعے بار آور ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک درخت اپنے زوج کے بغیر پھل نہیں لاتا۔ علاوہ بریں، اس میں ایک اور حیاتیاتی خصوصیت بھی پائی جاتی ہے، اور وہ ایسی چیز ہے جو حیوانوں کے دماغ کے مثل ہے۔ اگر اُسے کاٹ دیا جائے تو نخل یا کھجور کا درخت مرجھا کر فنا ہو جاتا ہے۔[۲۲]

حشرات الارض حیوانات کا پہلا مرحلہ ہے، جو کہ نباتات کے قریب ترین ہے۔ ان کے بعد حیوانیت میں نسبتاً آزادی کا اظہار زیادہ ہو جاتا ہے اور چھونے کی قوت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ ان کے دوسرے حواس بہتر ہونا شروع ہو جاتے ہیں جانوروں میں نسل کی بڑھوتری اور اپنی ذات کی حفاظت کی صلاحیت

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39
ماخذ تحقیقی مجلہ

بڑھنے لگتی ہے اپنی ذات کی حفاظت کے لیے وہ اپنے سینگ دانت اور مختلف اعضاء کو استعمال کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ جن جانوروں میں یہ اعضاء نہ ہوں وہ چھپنے، تیز دوڑنے یا مختلف چال بازیوں کے ساتھ اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے صلاحیت پہچان لیتے ہیں۔ کچھ جانور نقل کی بہترین صلاحیت اپنے اندر موجود رکھتے ہیں۔ بندر حیوانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ شکل میں پائے جاتے ہیں اور انسانوں کے نہایت قریب ترین ہیں۔[۲۳]

انسانیت کی سطح پر سب سے پہلے حبشیوں وغیرہ کی نمود ہوئی، جو حیوانات سے بہت زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ ان میں حسّی اور عقلی اعتبار سے بتدریج ترقی ہوتی گئی اور ذہین وفطین پیدا ہونے لگے۔ ذہانت وفطانت کا یہ سلسلہ ارتقاء جاری رہا، یہاں تک ان میں ایسے کامل انسان بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات اور غیب کی خبریں دے سکتے ہیں۔ انسان کا معنوی ارتقاءاُسے عالم ملوکیت کے اتنا قریب پہنچاتا ہے کہ انسان اور فرشتوں میں بہت کم فرق رہ جاتا ہے۔ اس معنوی ارتقاء کے درجہ آخر کو نبوت ورسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔[۲۴]

ابن مسکویہ کے تصوّر ارتقاء کے مطابق روحانی کشش ارتقا کا باعث ہے اور یہ کشش معلول میں ہی موجود ہوتی ہے نہ کہ اس سے باہر۔ اس کی مثال وہ انسان کے ذریعے دیتے ہیں کہ انسان کے اندر روحانیت کی رغبت ہی اسے بلندی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اور وہ ارتقاء کی منازل طے کرتا ہے۔ اقبال بھی ایک ایسی کائنات کا نظریہ پیش کرتے ہیں جو متحرک اور تخلیقی ہے۔ اس طرح ابن مسکویہ اور اقبال ارسطو کے نظریہ سے ہٹ کر اپنی ایک الگ رائے رکھتے ہیں۔

ارتقاء سے متعلق ڈارون اور برگساں کے نظریۂ ارتقاء اور ابن مسکویہ کے نظریۂ ارتقاء میں کافی حد تک مماثلت ہے۔ لیکن ابن مسکویہ کا نظریۂ ارتقاء خدا تک لے کر جاتا ہے جبکہ ان مفکرین کے نظریات کسی منزل کی نشاندہی نہیں کرتے۔ عطیہ سید اپنی کتاب ''اقبال۔ مسلم فکر کا ارتقاء'' میں لکھتی ہیں:

> ''ابن مسکویہ کا نظریۂ ارتقائے حیات جدید دور کے یورپین مفکرین یعنی ڈارون اور برگساں کے نظریات سے مماثلت رکھتا ہے، لیکن نہ تو وہ پہلے مفکر کے نظریے کی مانند مادی جبریت کا شکار ہے اور نہ دوسرے کی طرح بے مقصدیت کا، اس میں شک نہیں کہ مسکویہ کا روحانی میلان اور برگساں کا ''Elan vital'' مشابہ ہیں، لیکن دونوں میں ایک بنیادی فرق بھی موجود ہے۔ مسکویہ خدا کو ارتقاء کی منزل قرار دیتا ہے جبکہ برگساں کے ہاں کوئی ایسی منزل موجود نہیں''۔[۲۵]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39
ماخذ تحقیقی مجلہ

رومی نے ارتقاء کو روح کی منزل آخری قرار دیا تھا اور صاف صاف کہہ دیا تھا کہ انسان پہلے اقلیم جہاد میں آیا پھر اقلیم نباتات میں اور بعد میں حیوانی اقلیم میں داخل ہوتے وقت اپنے ماضی کو بھول گیا۔ تاہم بغور مطالعہ کیا جائے تو رومی کا فلسفہ آخر میں روحانی ارتقاء پر مرتکز ہو جاتا ہے۔ اقبال "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" میں لکھتے ہیں:

> آج کے دور کو ایک رومی کی ضرورت ہے جو دلوں میں ذوق و شوق، زندگی اور امید کے جذبات پیدا کر دے۔ مولانا کے یہ اشعار کس قدر بے نظیر ہیں:

آمدہ اول بہ اقلیم جہاد — وَجمادی در نباتی او فتاد
سال ہااندر نباتی عمر کرد — وز جمادی یاد ناورد از نبرد
وز نباتی چوں بحیوانی فتاد — نایدش حال نباتی ہیچ یاد"[۲۶]

اقبال نے کہا ہے کہ برگساں کے نزدیک کوئی منزل نہیں لیکن رومی کے نزدیک آخری منزل منزل کبریا ہے۔ اقبال زندگی کی تگ و تاز کو اتنا قابل قدر سمجھتا ہے کہ منزل سے زیادہ کوشش کو اہمیت دیتا ہے۔

اقبال کے خیال میں انسان ابھی ارتقاء سے اور بلند ہو گا:

فروغ خاکیان از نوریان افزون شود روزے
زمین از کوکب تقدیر ما گردوں شود روزے[۲۷]

اقبال کے مطابق ابن مسکویہ پہلا مسلم فلسفی تھا جس نے انسان کی ابتدا کے بارے میں ایک جامع اور مکمل نظریہ قائم کیا۔ لیکن مسلم فکر کے تاریخی ارتقاء کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسکویہ سے پہلے الجاحظ اور اخوان الصفانے حیاتیاتی ارتقا پر واضح اور مربوط نظریات پیش کیے۔ اخوان الصفانے جاحظ کے نظریات کی تشریحات کرتے ہوئے زیادہ منظم انداز میں پیش کیا۔ اقبال خود جاحظ اور اخوان الصفا کے بارے میں تشکیل جدید میں لکھتے ہیں:

> جاحظ وہ پہلا مسلم مفکر تھا جس نے ان تبدیلیوں کی طرف نشان دہی کی جو ہجرت اور ماحول کے زیر اثر حیوانوں کی زندگی میں عمومی طور پر وقوع پذیر ہوتی ہیں جاحظ کے بعد اس کے نظریات کو اخوان صفانے مزید آگے بڑھایا۔[۲۸]

یونانی مفکرین نے کائنات کو جامد قرار دیا۔ فکر یونان کی تاریخ اگرچہ قرار اور سکون وثبات کے نظریات کی حامل ہے۔ تاہم فلسفہ یونان میں کائنات اور حیات کی ابتدا و ارتقا کے بعض نظریات جدید مادی تصوّرات سے بہت زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلم مفکرین نے ایک متحرک کائنات کا تصوّر پیش کیا۔ اقبال کے مطابق

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسلم فلسفہ متحرک کائنات کے تصوّر کی طرف لے کر جاتا ہے۔ اشاعرہ کے بعد ابن مسکویہ نے نظریۂ ارتقاء کو مکمل نظام کی صورت میں پیش کیا۔ ابن مسکویہ کا نظریۂ ارتقائے حیات اور ابن خلدون کا نظریۂ تاریخ اس تصوّر کو مزید تقویت پہنچاتا ہے۔ تاہم ابن مسکویہ کا نظریۂ ارتقائے حیات یونانی تصوّر ارتقا سے ممتاز ہے اور اقبال ابن مسکویہ کے نظریہ کو صحیح منزل کی طرف گامزن قرار دیتے ہیں۔

اقبال اپنی نثری تالیفات ''ایران میں مابعد طبیعیات کا ارتقا'' اور ''اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو'' میں ابن مسکویہ کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ ''ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقاء'' میں ابن مسکویہ کو ایران کے اہم ترین دانشوروں، اہل علم اور مورخین میں گردانتے ہیں، اپنے مقالہ میں اقبال نے ابن مسکویہ کی مابعد الطبیعیات پر ایک مکمل باب مختص کیا۔ ''اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو'' میں، جب کہ اقبال اپنی فکر کے ارتقاء کی بہت سی منازل طے کر کے ایک پختہ سوچ کے حامل ہو گئے تھے، ابن مسکویہ کے بارے میں تحسین آمیز رویہ مزید بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اقبال "*The Reconstruction of Religious Thought in Islam*" میں لکھتے ہیں:

> "Ibn Miskawaih (d. 421 A.H.) however, was the first Muslim thinker to give a clear and in many respects thoroughly modern theory of the origin of man."[29]

ابن مسکویہ (متوفی ۴۲۱ ہجری) وہ پہلا مسلمان مفکر تھا جس نے انسان کی ابتداء کا ایک واضح اور بہت سے معاملات میں مکمل جدید نظریہ پیش کیا۔

یہ بات واضح ہے کہ اقبال ابن مسکویہ کے نظریۂ ارتقاء کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا نظریۂ اخلاق انتہائی اہم ہے لیکن اقبال نے اس پر بحث نہیں کی۔ اقبال ''اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو'' میں ابن مسکویہ کے نظریۂ ارتقائے حیات کا تفصیل سے احاطہ کرتے ہیں اور ابن مسکویہ کے اس نظریہ کی ممتاز حیثیت اور انفرادیت کو بھی واضح کرتے ہیں۔ اقبال لکھتے ہیں:

> ''ابن مسکویہ کہتا ہے نباتات کی زندگی پر نظر ڈالیے تو ارتقاء کے اولین مراحل میں نہ تو ان کی پیدائش اور نمو بیج کے بغیر ممکن نہیں، نہ اپنی نوع کے تسلسل کے لیے انھیں اس سے کام لینا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس مرحلے پر ہم نباتات کی زندگی اور معدنیات میں یونہی فرق کریں گے کہ یہ وہ مرحلہ ہے جس میں نباتات کو تھوڑی بہت حرکت کی طاقت مل جاتی ہے اور پھر اعلیٰ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

تر انواع کی صورت میں برابر بڑھتی رہتی ہے، تا آنکہ پودے شاخیں نکالتے اور بیجوں کے ذریعے اپنی نوع کا تسلسل قائم رکھتے ہیں۔ لیکن پھر حرکت کی اس قوت میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے تنے ہوتے ہیں اور وہ برگ و بار لاتے ہیں۔ اب اس سے بھی آگے بڑھیے تو نباتات کے ارتقاء کا آئندہ مرحلہ وہ ہے جس میں ایسی انواع کا ظہور ہو گا جن کے لیے زیادہ اچھی زمین اور زیادہ بہتر ماحول کی ضرورت ہو گی۔ انگور اور کھجور ارتقائے نباتی کی آخری منزل ہیں جس کے ڈانڈے گویا حیوانی زندگی سے جا ملتے ہیں۔ چنانچہ کھجور کے اندر تو جنسی اختلاف بھی صاف طور پر نمایاں ہے، کیونکہ کھجور میں ریشے اور جڑ کے علاوہ وہ شے بھی نشوونما پا لیتی ہے جس کا وظیفہ کچھ ویسا ہی ہوتا ہے جیسے دماغ کا اور جس پر گویا اس کی سلامتی اور حفظ و بقاء کا دار و مدار ہے۔ یہ نباتات کی زندگی میں ارتقاء کا آخری درجہ ہے یا یوں کہیے کہ حیوانی زندگی کی تمہید۔ حیوانی زندگی کا پہلا قدم زمین پیوستگی سے آزادی ہے جسے گویا شعوری حرکت کی ابتداء سے تعبیر کرنا چاہیے۔ اسے حیوانی زندگی کا آغاز کہیے، جس میں اول حس لامسہ اور بالآخر حس باصرہ کا نشوونما ہوتا ہے۔ مگر پھر جب حواس نشوونما حاصل کر لیتے ہیں تو حیوانات نقل و حرکت میں آزاد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حشرات الارض، رینگنے والے جانور، چیونٹیاں اور شہد کی مکھیاں۔ چوپایوں میں گھوڑا حیوانیت کا مظہر اتم ہے اور پرندوں میں عقاب آخر الامر جب بندروں کا ظہور ہوتا ہے تو حیوانیت گویا انسانیت کے دروازے پر آ کھڑی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بندر باعتبار ارتقاء انسان سے صرف ایک ہی درجہ پیچھے ہیں۔ ارتقاء کے مزید مراحل میں کچھ اور عضویاتی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن کے پہلو بہ پہلو انسان کی قوت تمیز اور روحانیت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، تا آنکہ وحشت کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور انسان تہذیب و تمدن کی دنیا میں قدم رکھ دیتا ہے۔"[۳۰]

Reconstruction of Religious Thought in Islam میں اقبال ابن مسکویہ کے نظریہ ارتقا کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"Thus all lines of Muslim thought converge on a dynamic conception of the universe.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

This view is further reinforced by Ibn Miskawaih's theory of life as an evolutionary movement, and Ibn Khaldun's view of history."[31]

اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اقبال ابن مسکویہ کے نظریۂ ارتقائے حیات کو مسلم فلسفہ کی انفرادی شخصیت کے ارتقاء کا ایک زینہ سمجھتے ہوئے انتہائی اہم قرار دیتے ہیں۔ اقبال کے مطابق ابن مسکویہ کا نظریۂ ارتقاء مسلم فکر و فلسفہ کو بلندیوں پر پہنچانے کے لیے ایک ایسے زینہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعے مسلم فلسفہ یونانی اثرات سے علیحدہ ایک اپنا بلند مقام قائم کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

اور اس کے بعد فکر و فلسفہ کا یہ سفر ابن خلدون اور دیگر مسلم فلاسفہ کے ذریعے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اقبال مسلم فلسفہ کے اس ارتقاکے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ اسلام میں ریاضیاتی فکر کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہم ارتقاء کے تصوّر کو بھی بتدریج تشکیل پاتے دیکھتے ہیں۔ یہ جاحظ ہی تھا جس نے ہجرت کی وجہ سے پرندوں کی زندگی میں ہونے والی تبدیلیوں کو واضح کیا۔ بعد میں ابن مسکویہ نے جو البیرونی کے ہم عصر تھے، نے اسے ایک زیادہ واضح نظریہ کی شکل دی، اور اسے اپنی الٰہیاتی کتاب "الفوز الاصغر" میں پیش کیا۔ میں یہاں اس کے ارتقائی مفروضے کو اس کی سائنسی قدر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے پیش کر رہا ہوں کہ یہ بات واضح ہو سکے کہ مسلمانوں کے افکار علم کس سمت میں گامزن ہیں۔[۳۲]

ابن مسکویہ اور اقبال کے نظریات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقبال ابن مسکویہ کو اس لیے زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ اقبال کی فکر بھی مسکویہ کے نظریات سے ہم آہنگ ہے۔ اس فکری ہم آہنگی کا اگرچہ اقبال نے زیادہ واضح انداز میں اظہار نہیں کیا۔ تاہم اقبال اسے خصوصی اہمیت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن مسکویہ (متوفی ۴۲۱ ہجری) وہ پہلا مسلمان مفکر تھا جس نے انسان کی ابتداء کا ایک واضح اور بہت سے معاملات میں مکمل جدید نظریہ پیش کیا۔[۳۳]

قاری دونوں کے افکار کے مطالعہ کے بعد اس بات تک بخوبی پہنچ سکتا ہے۔ ابن مسکویہ کی طرح اقبال کا تصوّر ارتقاء بھی قرآن کی روح کے مطابق ہے۔ ابن مسکویہ کا تصوّر ارتقاء روحانی میلان رکھتا ہے۔ اس کے مطابق ارتقاء کا باعث اشیاء کے اندر موجود ارتقاء کا تحرک ہے۔ اس ارتقا کا تعلق روح کے ساتھ ہے۔ اقبال کے نظریۂ ارتقاء

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

ماخذ تحقیقی مجلہ

میں بھی اقبال انسانی خودی کے ارتقاء کے قائل نظر آتے ہیں۔ اور خودی کی بلندی کے ذریعے ہی انسان اس زمین پر اپنے آپ کو خدا کی خلافت کا حقدار قرار دے سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱ ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“، (لاہور: دانش گاہ پنجاب، طبع دوم، ۱۹۸۰ء)، ج ا، ص ۲۹۰

۲ ابن مسکویہ، ”حاشیہ تھذیب الاخلاق“، (بیروت: منشورات الجمل، الطبعۃ الاولی)، ص ۲۰۱

۳ مہاجر نیا، محسن، ”الفکر السیاسی مسکویہ الرازی“، (مترجم: حیدر حب اللہ)، (بیروت: دار الغدیر، ۲۰۰۴ء)، ص ۶۶، ۶۷

۴ بدوی، عبد الرحمٰن، ”الحکمۃ الخالدہ المسکویہ“، (القاہرہ، ۱۹۵۲ء)، ص ۵

۵ ناصر، احمد، نصیر، ڈاکٹر، ”سرگزشت فلسفہ“ (حصہ دوم)، (لاہور: فیروز سنز، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۰۳، ۳۰۴

۶ ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“، (لاہور: دانش گاہ پنجاب، طبع دوم ۱۹۸۰ء)، ج ا، ص ۲۹۰

۷ ایضاً

۸ عبد الخالق، ڈاکٹر + شیدائی، یوسف، ”مسلم فلسفہ“، (لاہور: عزیز پبلشر، طبع پنجم ۱۹۹۳ء)، ص ۱۹۱

۹ ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“، (لاہور: دانش گاہ پنجاب، طبع دوم ۱۹۸۰ء)، ج ا، ص ۲۹۰

۱۰ ناصر، احمد، نصیر، ڈاکٹر، ”سرگزشت فلسفہ“ (حصہ دوم)، ص ۳۰۹ تا ۳۲۸

۱۱ بٹ، بدر الدین، ”ابو علی مسکویہ اقبال کی نظر میں“، مشمولہ ماہنامہ ”معارف“ اعظم گڑھ، مارچ ۱۹۷۸ء، ص ۲۱۵

۱۲ Iqbal, Muhammad, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 5th edition 2019, p. 96

۱۳ قاسم محمود، سید، ”اسلامی انسائیکلوپیڈیا“ (کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن، سن ندارد)، ص ۱۳۵

۱۴ ویبر، الفریڈ، ”تاریخ فلسفہ“ (مترجم: ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم)، (کراچی: نفیس اکیڈمی، طبع اوّل اپریل ۱۹۸۷ء)، ص ۱۱

۱۵ عہدی پوری، شفیقی، دین محمد، ”فلسفہ ہند و یونان“، (لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع دوم جون ۲۰۱۰ء)، ص ۵۵

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-39

۱۶ احمد، نعیم، ڈاکٹر، " تاریخ فلسفہ یونان"، (لاہور: علمی کتاب خانہ، ۲۰۲۱ء)، ص ۲۵

۱۷ عہدی پوری، شفیقی، دین محمد، " فلسفہ ہند و یونان"، ص ۵۵

۱۸ چوہان، رفیق محمد، "تاریخ فکر یونان"، (لاہور: علمی کتاب خانہ، جنوری ۱۹۷۳ء)، ص ۴۵

۱۹ احمد، نعیم، ڈاکٹر، " تاریخ فلسفہ یونان"، ص ۴۸، ۴۹

۲۰ ایضاً، ص ۱۳۳، ۱۳۲

۲۱ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، (مترجم: سید نذیر نیازی)، ص ۴۷

۲۲ ناصر، احمد، نصیر، ڈاکٹر، " سرگزشت فلسفہ " (حصہ دوم)، ص ۳۱۹

۲۳ عبد الخالق، ڈاکٹر + شیدائی، یوسف، "مسلم فلسفہ"، ص ۱۹۵

۲۴ ناصر، احمد، نصیر، ڈاکٹر، " سرگزشت فلسفہ " (حصہ دوم)، ص ۳۲۰

۲۵ عطیہ سید، "اقبال - مسلم فکر کا ارتقاء"، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء)، ص ۹۵

۲۶ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، (مترجم: سید نذیر نیازی)، ص ۱۸۲

۲۷ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "کلیاتِ اقبال" (فارسی)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۳ء)، ص ۵۰۴

۲۸ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، (مترجم: سید نذیر نیازی)، ص ۱۸۱

۲۹ Iqbal, Muhammad, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, p. 96

۳۰ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، (مترجم: سید نذیر نیازی)، ص ۲۰۱، ۲۰۲

۳۱ Iqbal, Muhammad, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, p. 110.

۳۲ Ibid, p. 106, 107.

۳۳ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، (مترجم: سید نذیر نیازی)، ص ۱۸۱